THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

عدم برداشت سے متعلق قرآن وسنت میں احکامات کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Commandments Regarding Intolerance in the Qur'an and Sunnah

1. Naila Bano
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.
Email: aliannoor1122@gmail.com

Abstract

This research presents an analytical study of the commandments regarding intolerance as derived from the Qur'an and Sunnah, examining the causes, consequences, and Islamic solutions to this growing societal challenge. In the contemporary world, intolerance has become a dangerous phenomenon affecting human societies globally, manifesting through religious extremism, political violence, social fragmentation, and ethnic conflicts. The study explores how intolerance leads to violence, destruction of human dignity, family breakdowns, and societal instability. It identifies key factors contributing to intolerance, including economic inequality, political imbalance, religious extremism, and the weakening of moral and spiritual values in society. Drawing upon Qur'anic verses and Prophetic traditions, the research demonstrates that Islam provides comprehensive guidance for cultivating tolerance, patience, forgiveness, and forbearance. The study analyzes key Qur'anic teachings emphasizing the importance of responding to evil with goodness, the virtue of patience in adversity, and the principle of forgiving others. It also examines Prophetic examples of tolerance, particularly the conduct of the Prophet Muhammad ﷺ during the conquest of Mecca and his interactions with opponents. The research employs analytical methodology, examining primary sources from the Qur'an and Hadith alongside classical and contemporary scholarly interpretations. The findings reveal that Islamic teachings on tolerance are not merely theoretical but are deeply rooted in practical examples from the life of the Prophet ﷺ. The study concludes that reviving these prophetic values of tolerance and forbearance is essential for addressing contemporary challenges of extremism, sectarianism, and social discord in Muslim societies, particularly in Pakistan.

Keywords: *Intolerance, Qur'anic Teachings, Prophetic Sunnah, Patience, Forgiveness, Social Harmony, Islamic Ethics*

تعارف موضوع

آج دنیا میں تحمل اور بردباری سے محرومی یعنی عدم برداشت انسانی معاشرے میں ایک خطرناک رخ اختیار کرتی چلی جارہی ہے۔ اس کی وجہ سے وحشت اور دہشت کے سائے سنگین ہوتے جارہے ہیں۔ ہیجان خیزی اور شورش پسندی کے باعث کہیں مذہب کو بنیاد بنا کر اور کہیں سیاسی گروہ بندی کے حوالے سے تشدد کا رجحان فروغ پارہاہے۔ معمولی معمولی باتوں پر عزتیں لُٹ جاتی ہیں اور انسانی جانیں

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ضائع ہو جاتی ہیں۔ بچوں کے معمولی جھگڑے خاندانوں کی بربادی کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔ مذہب سے بیگانگی اور دین سے دُوری کے سبب لوگ راہِ عمل کے بجائے راہِ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ اسی لیے اس متمدن دور میں بھی خودکشی کی شرح حیرت انگیز ہے۔ عدم برداشت اور تشدد پسندی کے حوالے سے مذہبی حلقے آج سب سے زیادہ عدم توازن کا شکار ہیں۔ دوسرے کے نقطۂ نظر کو سننے اور برداشت کرنے کی روایت ختم ہو چکی ہے۔ اپنے عقائد اور نظریات کو دوسروں پر نافذ کرنا ہر شخص اپنا مذہبی حق سمجھتا ہے۔

عدم برداشت کا ایک اور اہم سبب معاشی اور معاشرتی ناہمواری ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ ایک کو سوکھی روٹی میسر نہیں اور دوسری طرف کتے بھی ڈبل روٹی اور دودھ پر پل رہے ہیں۔ محبت اور قناعت جیسے انسانی جذبے معاشرے سے مفقود ہو کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح سیاسی عدم توازن اور پسند و ناپسند نے بھی ہیجان خیزی اور تشدد پسندی کو فروغ دیا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس نے بین الاقوامی سطح پر کمزور قوموں اور چھوٹے ممالک کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔

دنیا کے ان تمام مسائل کا حل اگر کہیں ہے تو صرف اور صرف تاجدارِ مدینہ ﷺ کی تعلیمات میں جو کہ سراسر عدل اور محبت پر مبنی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک فرمان: **لَاَ يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ**[1] "تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے" کو کوئی بھی معاشرہ حرزِ جان بنالے تو وہ امن کا گہوارہ اور محبت کا گلستان بن جائے گا۔ اس لیے کہ ہر شخص اپنے لیے خوب صورت، اعلیٰ اور بہتر بات کو پسند کرتا ہے۔ ایمانی اور انسانی تقاضے کے مطابق جب وہ اپنے لیے پسند کی جانے والی اچھی چیز کو دوسروں کے لیے بھی مقدم بنائے گا تو اس سے ہر طرف امن اور محبت کی خوشبو پھیل جائے گی۔

اس وقت مسلمانانِ عالم اور اسلامیانِ پاکستان تاریخ کے ایک نازک دَور سے گزر رہے ہیں۔ عالم کفر اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ سیاسی، سماجی، معاشرتی، اقتصادی حتیٰ کہ نظریاتی اور اساسی پہلوؤں پر حملہ آور ہے۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کے خلاف موجودہ محاذ آرائی اور اشتعال انگیز کارروائیاں دراصل عدم برداشت کے اسی رجحان کی غماز ہیں۔

تحمل و برداشت اور حلم و بردباری ان اخلاقی صفات میں سے ہیں جو افراد کے لیے انفرادی طور پر اور اقوام کے لیے اجتماعی طور پر کامیابی، عزت و عظمت اور ترقی و بلندی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ حلم کی وجہ سے انسان کے نفس میں وہ قوت برداشت اور وہ سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے کہ کسی حالت میں بھی قوت غضب غالب نہیں آتی۔ ایک حلیم انسان کی مرضی و منشا کے خلاف کوئی بات ہو یا اس کو کتنی

[1] الامام البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، لجنۃ احیاء کتب السنۃ، مصر، ج ۱، ص ۲۸

ہی تکلیف پہنچائی جائے وہ صبر وضبط سے کام لے کر انھیں برداشت کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کی تاثیر یہ بیان کی ہے کہ دشمنی دوستی میں بدل جاتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلاَ تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلاَ السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ[2]

اور اے نبیؐ، نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اُس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

رسول اکرمؐ نے برداشت و تحمل، حلم وبردباری اور حوصلہ وصبر اختیار کرنے کی نہ صرف تعلیم دی ہے بلکہ اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے اس کی لازوال مثالیں قائم کی ہیں۔ رسول اکرمؐ کی محبوبیت کا ایک اہم راز یہ بھی ہے کہ مزاج مبارک میں برداشت و تحمل کی بے نظیر خصوصیت تھی۔ لوگوں کی سخت کلامی، ان کے ناروا سلوک اور سخت ترین اذیت رسانی کے باوجود آپؐ ان پر خفا نہ ہوتے۔ آپؐ کی یہی قوت برداشت اور متانت آپؐ کی صداقت کی بہت بڑی علامت ہے۔ اسی علامت کو دیکھ کر اور آزما کر یہود کا ایک بہت بڑا عالم زید بن سعنہ آپؐ پر ایمان لایا اور اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا اور پھر غزوئہ تبوک میں شہید ہو گیا۔[3]

قرآن مجید اسی طرف اشارہ کر رہا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لاَ نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ[4]

(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم اِن لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمھارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے کمال برداشت، کمال حلم اور کمال عفو ودرگزر کی تعریف فرمائی ہے۔

حضور اکرمؐ کی زندگی شاہد ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی کسی ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ کسی نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی ہو اور اللہ کی حدود میں سے کسی حد کو توڑا ہو۔[5]

---

[2] القرآن، حم السجدہ 34: 41

[3] محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد ، لجنة احیاء التراث الاسلامی، مطبوعہ قاہرہ، ۱۹۸۳ء، ج ۷، ص ۳۶

[4] القرآن، آل عمران، 3: 159

[5] قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء، ۱، ص ۱۴۰

طائف والوں نے آپؐ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ناقابل فراموش تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ ام المومنین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا احد کے دن سے زیادہ تکلیف دہ دن آپ پر گزرا ہے؟ فرمایا: تیری قوم نے یوم العقبہ کو جو تکلیفیں پہنچائیں وہ بہت زیادہ سخت تھیں (یعنی جس دن ثقیف کے سرداروں عبد یا لیل وغیرہ کو دعوت دی اور انھوں نے جو سلوک میرے ساتھ روا رکھا وہ بڑا روح فرسا تھا)۔ [6]

آپؐ نے مصائب و آلام اور حزن والم سے بھرپور اس گھڑی میں بھی برداشت اور حوصلے کی وہ عظیم مثال قائم کی کہ شاید انسانی تاریخ ایسی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہو۔ پہاڑوں کے فرشتے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور کہا: ''اگر آپ فرمائیں تو پہاڑوں کو میں ان پر اوندھا گرا دوں۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں انھیں زمین میں غرق کر دوں''۔ رحمت مجسمؐ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں گے۔

ہجرت کے نویں سال اسی طائف کی وادی کے سرداروں پر مشتمل ایک وفد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا۔ شفقتوں اور محبتوں کے سائبان اس انداز میں تان دیے گئے کہ ان کے قیام کے لیے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام یعنی مسجد نبویؐ میں خیمے نصب کر دیے اور فیضان محبت والفت کی برکھا ان پر ہمہ وقت مہربان رہتی۔

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نجران کی بنی ہوئی چادر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیے ہوئے تھے۔ ایک بدو نے اس چادر کو اس زور سے کھینچا کہ گردن مبارک پر نشانات پڑ گئے 'بدو کہنے لگا: ''اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس سے مجھے بھی حصہ دیں''۔ اس قبیح حرکت کو برداشت فرماتے ہوئے 'آپؐ مسکرا کر خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اس کو مال غنیمت سے کچھ عطا کر دیں۔ [7]

اس کائنات میں یقیناً سب سے مشکل کام طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود کسی زیادتی کو برداشت کر کے مسکرا دینا ہے۔ اور بے شک آپؐ کی حیات مبارکہ کے امتیازی اوصاف میں ایک بنیادی وصف بے مثال اور لازوال قوت برداشت ہے۔ اعلان نبوت کے بعد مکّی اور مدنی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ جس میں اسلام دشمنوں نے ہر ممکن طور پر اسلام 'مسلمانوں اور پیغمبر اسلام پر ظلم و زیادتی میں کوئی کسر چھوڑی ہو۔ لیکن آپؐ ہمیشہ قرآن پاک کی تعلیمات کا مظہر اتم و اکمل بن کر صبر و رضا کا مجسم پیکر بنے رہے۔ ہر زبانی اور

[6] محمد بن یوسف الصالحی الشامی' سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد' لجنۃ احیاء التراث الاسلامی' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۳ء' ج ۲' ص ۵۷۹

[7] الامام ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر' السیرة النبویۃ' بیروت' دارالفکر' ۱۹۷۸ء' ج ۳' ص ۶۸۱

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

جسمانی اذیت کا جواب عفو و در گزر اور صبر و استقامت سے دیا۔ قرآن پاک نے صبر یعنی برداشت کرنے کو تمام آزمائشوں کے لیے نسخہ اکسیر قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ oالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ[8]

اور ہم ضرور تمھیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے"۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کو اپنی معیت کا یقین دلایا ہے۔ کتاب مبین میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[9]

"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

مسلمانوں کو ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِوَالصَّلٰوةِ ... الخ [10]

"اور صبر اور نماز سے مدد لو"۔

مسلم معاشرے میں امن و امان اور اخوت و بھائی چارے کے قیام کے لیے ایک دوسرے کو مسلسل حق اور صبر کی تلقین کرتے رہنے کا حکم دیا ہے:

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ[11]

"اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے"۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی نظام حیات کے بارے میں مثبت انسانی اور اخلاقی رویوں کی تعمیر کے لیے ایک انتہائی اہم ضابطے کو بیان کرتی ہیں جس کا مفہوم اور حقیقت یہ ہے کہ کسی فرد یا قوم کی طرف سے ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنے کی صورت میں حتی الامکان عفو و در گزر، رواداری اور قوت برداشت کا مظاہرہ کیا جائے۔ یہ تعلیمات کسی قسم کی کمزوری کو ظاہر نہیں کرتیں بلکہ ان کا اصل مقصد قومی

[8] القرآن، القرة، 2: 155-156
[9] القرآن، القرة، 2: 153
[10] القرآن، القرة، 2: 46
[11] القرآن، العصر 103: 3

اور بین الاقوامی سطح پر امن کے قیام کے لیے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ کسی ایک فریق کی اشتعال انگیزی پر دوسرے فریق کا ویسا ہی رد عمل نہ صرف امن و آشتی کے لیے زہر قاتل ہے بلکہ بسا اوقات ایسے رویوں کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے۔

میدانِ جنگ ہو یا جنگی قیدیوں کی قسمتوں کا فیصلہ' گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچنے والے بدو کا ہاتھ ہو یا راہوں میں کانٹے بچھانے کے اقدامات' ازواج مطہرات پر تہمتیں لگانے والے فتنہ پرداز ہوں یا عین جنگ کے موقع پر ساتھ چھوڑنے والے منافقین' نامناسب کلمات بولنے والی زبانیں ہوں یا معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے والے فریق' انسان کاملؐ اور معلم انسانیتؐ ہر ہر مرحلے پر ایسی قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ زیادتی کرنے والا شرمندہ ہو جاتا ہے اور بے اختیار دامن نبوت کی پناہ میں آجاتا ہے۔ صبر و برداشت ایسا خوب صورت جذبہ ہے کہ جو انفرادی و اجتماعی سطح پر پروقار اور باعظمت مقام حاصل کرتا ہے اور اسی جذبے سے جانی دشمنوں کے دل جیتے جاسکتے ہیں۔ یہ جذبہ اگر انفرادی سطح پر ہو تو انسانی شخصیت کے گرد رعب و دبدبے کا عظیم حصار قائم کرتا ہے اور اگر قومی سطح پر ہو تو اقوام عالم میں ایسا تشخص عطا کرتا ہے جس کا تاثر پختہ اور دیرپا ہوتا ہے۔ ارشاد اللہ رب العزت ہے:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْ ابِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لاَ يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ o [12]

تمھارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے' اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔ مگر ان کی کوئی تدبیر تمھارے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے۔

جب آپؐ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو آپؐ ظالموں سے ایک ایک ظلم کا بدلہ لے سکتے تھے۔ اس کے باوجود رحمت عالمؐ نے برداشت و تحمل کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں کہیں نہیں ملتی۔ آپؐ نے پیغمبرانہ جلال کے ساتھ سب کی طرف دیکھ کر فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُاللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اِذْهَبُوَا وَ اَنْتُمُ الطُّلَقَآء

---

[12] القرآن، آل عمران 3: 120

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

آج میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں' اللہ تعالیٰ تمھارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ جاؤ' چلے جاؤ میری طرف سے تم آزاد ہو۔[13]

دشمنوں سے انتقام لینا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور بالخصوص ان لوگوں سے جنھوں نے گھر چھین لیا ہو' زمین تنگ کر دی ہو' وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہو' پیاروں کا خون کیا ہو۔ لیکن فتح یاب ہو کر برداشت' تحمل اور عفو و درگزر سے کام لے کر خون کے پیاسوں کو معافی کا سرٹیفکیٹ دے کر تاریخ عالم پر ''رحمت عالم'' کا نقش دوام ثبت فرما دیا۔ سعد بن عبادہ کی طرف سے جب یہ آواز آئی: الیوم یوم الملحمۃ ''آج کا دن قتل و غارت کا دن ہے''۔ تو نبی مکرمؐ نے فرمایا: سعد نے غلط کہا ہے: الیوم یوم المرحمۃ ''آج کا دن رحمت کا دن ہے''۔[14]

دراصل شخصیت کا حسن اور کمال زبردست قوت برداشت اور تحمل و بردباری میں پنہاں ہے' مار دھاڑ' تخریب اور بربادی میں نہیں۔ برداشت و تحمل اور حلم و بردباری سے دل جیتے جاتے ہیں اور اس کے برعکس وقتی طور پر خوف و ہراس کی فضا قائم کر کے کام تو نکالا جا سکتا ہے لیکن انجام ایسے انقلابات کی شکل میں رونما ہوتا ہے جس کے نتیجے میں تباہی چار سو پھیل کر معاشرے کو غارت کر دیتی ہے۔ اس لیے صحیح اور درست طریقہ وہی ہے جس کی قرآن و سنت نے تعلیم دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے دکھایا ہے۔

جیسا کہ حکم خداوندی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَوَغَفَرَاِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر[15]

البتہ جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے' تو یہ بڑی اُولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ اس شخص نے کہا' کچھ اور نصیحت فرمایئے' آپؐ نے پھر یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو اور کئی بار یہی بات دہرائی۔[16]

خلاصہ بحث

---

[13]ابن قیم الجوزیہ' زاد المعاد فی ھدی خیر العباد' بیروت' موسسۃ الرسالۃ' ۱۹۸۵ء' ج ۳' ص ۴۴۲

[14]محمد بن یوسف ، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد' ج ۵' ص ۳۳۸

[15] القرآن، الشوریٰ ۴۲:۴۳

[16] ولی الدین ، تبریزی ،علامہ ، مشکوٰۃ المصابیح' باب الغضب والکبر' منشورات' المکتب الاسلامی' دمشق' ج ۳' ص ۶۳۲

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4, No.1, 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

برداشت و تحمل ،عفو ودرگزر اور رحمت وشفقت کی سب سے بڑی مثال وہ انقلاب ہے جو ۲۳ برس کے عرصے میں بپا ہوا جس کے لیے حضورؐ نے مدنی زندگی میں ۲۷ غزوات کیے اور غزوات وسرایا کی شکل میں کل ۸۲ جنگیں لڑی گئیں۔ انسان سوچتا ہے کہ اتنی زیادہ جنگوں میں خون خرابے اور تباہی وبربادی کا کیا حال ہو گا لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس اسلامی انقلاب میں فریقین کے کل انسان جو کام آئے ۹۱۸ ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس سے بڑا غیر خونی انقلاب آج تک دنیا میں کبھی بپا ہوا ہے جس کے ذریعے انسان کا ظاہر و باطن اور نظام معیشت وسیاست سب کچھ بدل جائے۔ ان کے مقابلے میں دوسرے انقلابات کا حال سب پر عیاں ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں مقتولین کی تعداد ۶۴ لاکھ اور دوسری جنگ عظیم میں یہ تعداد ساڑھے تین کروڑ سے زیادہ تھی۔ لیکن نبی کریمؐ کے انقلاب کی اساس نوع انسان کی خیر خواہی تھی۔ اس میں برداشت و تحمل اور عفو و درگزر کی روح رواں تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قافلہ آدمیت تحریک اسلامی کے دھارے پر بہتا چلا گیا۔ اور دعوت حق کی کھیتی پھلتی پھولتی چلی گئی اور آہستہ آہستہ لوگ جوق در جوق انسانیت کے خیر خواہ اور برداشت و تحمل اور سلامتی والے دین اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ تلوار سر کاٹتی ہے اور تحمل وبرداشت دل جیتتا ہے۔ تلوار کی پہنچ گلے تک اور حلم وبردباری کی پہنچ دل کی گہرائی تک ہوتی ہے۔ جہاں تلوار ناکام ہوتی ہے وہاں عفو ودرگزر فتح کا جھنڈا گاڑتا ہے۔ تیر و تلوار کی طاقت سے زمین تو چھینی جا سکتی ہے مگر کسی کا دل نہیں جیتا جا سکتا۔ دلوں کو ہاتھ میں لینے کے لیے ضرورت ہے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی۔

تجاویز وسفارشات

1۔ تعلیمی نصاب میں برداشت و رواداری کے اسباق کا نفاذ: حکومت پاکستان اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں برداشت، رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کے عملی اسباق کو لازمی قرار دے۔ ان اسباق میں سیرتِ نبوی ﷺ کے نمونے اور قرآن کی تعلیمات کو شامل کیا جائے تاکہ بچے ابتدائی عمر سے ہی اختلافات کو برداشت کرنے اور دوسروں کے نقطہ نظر کا احترام کرنے کی تربیت حاصل کر سکیں۔

2۔ میڈیا پر عدم برداشت اور نفرت انگیز مواد پر پابندی: الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر نفرت انگیز تقاریر، فرقہ وارانہ مواد اور تشدد پر مبنی پروگراموں پر سخت پابندی عائد کی جائے۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) اس بات کو یقینی بنائے کہ کوئی بھی چینل یا پلیٹ فارم ایسا مواد نشر نہ کرے جو معاشرے میں عدم برداشت اور نفرت کو فروغ دیتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ برداشت اور رواداری پر مبنی پروگرامز کو فروغ دیا جائے۔

3۔ بین المذاہب اور بین المسالک مکالمے کے فورمز کا قیام: حکومت اور سول سوسائٹی مل کر تمام مذاہب اور مسالک کے نمائندوں پر مشتمل باقاعدہ مکالمے اور سیمینارز کا اہتمام کریں۔ ان فورمز کے ذریعے باہمی تفہیم، رواداری اور مشترکہ اقدار کو فروغ دیا جائے۔ جامعات اور علمی اداروں میں بین المذاہب ہم آہنگی کے شعبے قائم کیے جائیں تاکہ نوجوان نسل کو دوسرے مذاہب اور مسالک کے بارے میں درست معلومات فراہم کی جاسکی.

4۔ خطیبوں اور مذہبی رہنماؤں کی تربیت:

وزارت مذہبی امور اور محکمہ اوقاف خطیبوں، اماموں اور مذہبی اساتذہ کے لیے باقاعدہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کریں، جن میں برداشت، رواداری، بین المذاہب ہم آہنگی اور امن کے پیغام کو فروغ دینے کی تربیت دی جائے۔ خطبہ جمعہ اور دیگر مذہبی تقریبات میں عدم برداشت اور تشدد کی مذمت کو شامل کیا جائے اور قرآن وسنت کی روشنی میں برداشت کے پیغام کو اجاگر کیا جائے

5۔ عدالتی نظام اور قانونی اصلاحات: عدلیہ کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ نفرت انگیز تقاریر، مذہبی تعصب اور تشدد پر مبنی جرائم کے خلاف سخت اور فوری کارروائی کی جائے۔ قانون سازی کی جائے کہ کوئی بھی شخص یا گروہ مذہبی، لسانی یا علاقائی بنیادوں پر تشدد یا نفرت کو فروغ نہ دے سکے۔ متاثرہ افراد کو فوری انصاف فراہم کرنے کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں اور قانونی عمل کو تیز اور شفاف بنایا جائے۔

6۔ معاشی تفریق اور ناہمواری کا خاتمہ: حکومت پاکستان معاشی تفریق اور ناہمواری کو کم کرنے کے لیے عملی اقدامات کرے تاکہ غربت اور معاشی پسماندگی عدم برداشت کا سبب نہ بن سکے۔ ترقیاتی منصوبے، روزگار کے مواقع، اور سماجی بہبود کے پروگرام شروع کیے جائیں تاکہ عوام میں قناعت، اطمینان اور مثبت رویہ پیدا ہو سکے۔ زکوٰۃ، صدقات اور دیگر اسلامی مالیاتی نظام کو مؤثر طریقے سے استعمال کرتے ہوئے معاشی تفریق کو کم کیا جائے اور فلاحی ریاست کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

کتابیات

* البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ مصر: لجنۃ احیاء کتب السنۃ، 1983ء۔
* ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1985ء۔
* ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت: دار الفکر، 1978ء۔
* تبریزی، ولی الدین۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ دمشق: المکتب الاسلامی، 1997ء۔
* الصالحی الشامی، محمد بن یوسف۔ سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد۔ قاہرہ: لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، 1983ء۔
* قاضی عیاض بن موسیٰ۔ الشفاء۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000ء۔